جہیز کی حقیقت
مصنف
عطائے حضور مفتی اعظم ہند
مولانا محمد شاکر علی نوری
(امیر سنی دعوت اسلامی)
شائع کردہ مکتبہ طیبہ ۱۲۶، کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود

جہیز کی حقیقت

مصنف

مولانا محمد شاکر نوری

(امیر سنی دعوت اسلامی)

ناشر:

مکتبہ طیبہ

۱۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

سن اشاعت: اکتوبر ۲۰۱۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم

امابعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: **وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا.**

اور فضول نہ اڑا، بیشک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ (بنی اسرائیل:۲۶/۲۷)

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَه يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا.

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ اُن میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔ (سورۂ نساء:۱۳/۱۴)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ .

تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (آل عمران:۱۱۰)

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ نے اس کو بے نیاز کر دیا اور جس نے فضول خرچی کی

اللہ نے اس کو محتاج بنا دیا، اور جس نے اللہ کی خاطر خاکساری اختیار کی اللہ نے اس کو سر بلندی عطا کی۔ (کنز العمال)

وہ نکاح زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل)

اور جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے روک دے اور اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روک دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کام سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا کمزور ترین حصہ ہے۔

(صحیح مسلم: ج ۱، ص ۶۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ ضرور بالضرور لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو اگر ایسا نہ کرو گے تو قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب مسلط کر دے، پھر تم اس عذاب سے نجات کی دعائیں مانگو گے اور دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (ترمذی: حدیث ۲۱۶۹)

مذکورہ بالا آیات قرآنی میں فضول خرچی کرنے، حدود اللہ کو توڑنے اور اللہ کی نافرمانی کرنے پر سخت وعیدیں موجود ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم تمام امتوں میں بہتر ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے منع کرتے ہو۔

اور مذکورہ بالا احادیث کریمہ میں امت مسلمہ کو تمام کاموں میں اعتدال کی راہ اپنانے ،فضول خرچی سے اجتناب کی نصیحت اور اس کے فوائد ارشاد فرمائے گئے ہیں اور اس نکاح کو سب سے اچھا اور بابرکت قرار دیا گیا ہے جس میں اخراجات کم سے کم تر ہوں۔

آج جب ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات بالکل واضح طور پر نظر آتی ہے کہ ہم بیشتر کاموں میں بے اعتدالی کا شکار ہو چکے ہیں، بالخصوص نکاح جیسی سنت کی ادائیگی میں جن بے اعتدالیوں کا ہم شکار ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں اور اس کے جو نقصانات ہو رہے ہیں وہ کسی باشعور سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ مروجہ جہیز بھی ملت اسلامیہ کے لیے ایک ناسور بن چکا ہے جس کی زد میں اب تک لاکھوں افراد اور خاندان تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

آنے والے صفحات میں ہم اس کے نقصانات بیان کریں گے، رب تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جہیز کی اسلامی حیثیت

جہیز عربی زبان کے لفظ ''جہاز'' سے لیا گیا ہے جس کے معنی اس ساز وسامان کے ہیں جس کی کسی بھی مسافر کو سفر کے دوران ضرورت ہوتی ہے یا دلہن کو گھر بسانے کے لئے ضرورت ہوتی ہے یا اس سے مراد ایسا سامان ہے جو میت کو قبر تک پہنچانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جہیز کی رسم ہندوانہ ہے، اسلام میں نکاح کے وقت کھجور یا شیرینی تقسیم کرنا اور نکاح کے بعد توفیق کے مطابق دعوت ولیمہ اسلامی رسمیں ہیں۔ جہاں تک جہیز کا تعلق ہے اسلام میں اس کا کوئی تصور نہیں ملتا لہٰذا شادی کے وقت لڑکی کو جو جہیز دیا جاتا ہے مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی اس رسم بد کو اپنا لیا ہے اور اب ہم بھی اس رسم بد کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اگر آپ قرآن پاک کا مطالعہ کریں گے تو پتہ چلے گا کہ قرآن میں جہیز کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ اسی طرح حدیث شریف میں بھی جہیز کا کوئی تصور نہیں ہے۔ صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں ہمیں موجودہ جہیز کا کوئی تصور نہیں ملتا۔

اسلام کے عائلی قوانین میں تفصیلاً درج ذیل موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔

(۱) نکاح

(۲) طلاق

(۳) نان ونفقہ

(۴) جائیداد میں حصہ

(۵) حق مہر اور عورت کے دیگر حقوق

مگر اسلام کے عائلی قوانین میں جہیز کا کوئی ذکر نہیں ملتا ہے۔

بیوی مسلمان ہو یا اہل کتاب اس کا ہر قسم کا خرچہ شوہر پر واجب ہے جب کہ وہ

(بیوی) اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کردے اور اس کے گھر منتقل ہو جائے۔ اس خرچہ میں اس عورت کی خوراک، لباس اور رہائش کے لیے مکان شامل ہے۔ اس حکم کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک ہے:

اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ وَ اِنْ کُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَیْھِنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلَھُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَکُمْ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَیْنَکُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰی (سورہ طلاق، آیت:٦)

”عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان ونفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچّہ پیدا ہو پھر اگر وہ تمہارے لئے بچّہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو پھر اگر باہم مضائقہ کرو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائے گی۔“

عورت کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا مرد پر فرض ہے اور یہی بنیادی ضرورتیں جہیز کی شکل میں مرد پوری کرتا ہے۔

شادی سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، یہ ایک مقدس اور پاکیزہ بندھن ہے۔ یہ نہ صرف لڑکے اور لڑکی کو رشتہ ازدواج سے منسلک کرتا ہے بلک دو خاندان کے ملاپ کا بھی ذریعہ ہے۔ اسلام نے رشتہ ازدواج کو ایک آسان عمل بنایا ہے، اسراف اور جہیز کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری زندگی اسلام کا عملی نمونہ تھی۔ آپ نے اپنے عمل سے جہیز جیسی رسم کو غلط قرار دیا۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو جہیز دیا۔ کیا آپ نے اپنی دوسری بیٹیوں حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کو بھی جہیز دیا۔ ان تینوں بیٹیوں کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی میں انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع بن لقیط سے ہوئی۔

حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمان سے ہوئی۔ حضرت رقیہ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول میں حضرت عثمان نے حضرت ام کلثوم کے ساتھ نکاح کرلیا۔

دورنبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے مواقع کے کوئی ایسی شادی نظر نہیں آتی کہ عین شادی کے موقع پر بیوی کے گھر والوں کی طرف سے سامان جہیز دیا گیا ہو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامان جہیز کی تیاری کی پیشگی ضرورت بھی صرف اس لئے پیش آئی کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کفالت تھے اوران کا الگ مکان یا گھریلو ساز وسامان نہ تھا۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی تینوں بناتِ طاہرات کی شادیوں کے موقع پر ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ازدواج مطہرات کے نکاح کے موقع پر کسی قسم کا جہیز دیا گیا ہے۔

آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی عورتوں کی سردار ہونے کی خوشخبری سنائی تھی کی شادی کے موقع پر ایک جائے نماز، ایک تکیہ اور مٹی کے چند برتن دیئے تھے۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ بیچ کر حق مہر کی رقم ادا کی تھی۔ اسلام نے شادی کو ایک آسان عمل بنایا ہے، جس میں اِسراف کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ آج شادی ایک مسئلہ اور ایک کاروبار کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ والدین لڑکے کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر خرچ کی گئی رقم کو جہیز کی صورت میں کیش کراتے ہیں ان کے نزدیک یہ ان کا حق ہے کہ انہیں ان کی خدمات کا معاوضہ ملے، وہ والدین جو بڑی مشکل سے اور محنت سے اپنی بچیوں کو پڑھاتے لکھاتے ہیں، ان کی بہترین تربیت کرتے ہیں اور ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ شادی کے وقت اپنی جان سے پیاری بیٹی کو نہ صرف خود سے عمر بھر کے لئے جدا کرتے ہیں بلکہ انہیں اس جدائی کی قیمت بھی ادا کرنی ہوتی ہے بلکہ بعض بدقسمت والدین شادی کے بعد بھی لڑکے والوں کے مطالبات پورا کرتے ہیں۔

مروجہ جہیز بدترین روایت

زمانہ ترقی پذیر ہے، اور تیز رفتار زندگی سرپٹ دوڑتی جارہی ہے اور اسی تیزی سے ہم متعدد

مسائل کا شکار ہوتے جارہے ہیں۔اجتماعیت کے بجائے ذاتیات اور وہ بھی صرف اپنی، ہم سب کی دلچسپیوں کا مرکز بن چکی ہے۔ہم اپنی پریشانیوں یا یوں کہئے کہ اپنے پیدا کردہ مسائل کے بھنور میں ایسے گھر چکے ہیں کہ ہمیں کوئی دوسرا دکھائی ہی نہیں دیتا ہے۔

آج ہمارے سماج میں ایسے متعدد مسائل موجود ہیں جو اجتماعی نوعیت کے ہیں اور ہماری توجہ کے طالب بھی۔ لیکن اس کا بھی نرالا ہی ڈھنگ ہے۔ان مسائل پر بڑے بڑے سیمینار اور بحث ومباحثے تو منعقد ہوتے ہیں تاہم پیالی میں چائے ختم ہونے اور رومال سے ہاتھوں کو جھاڑ کر ہال سے باہر نکلتے ہی گویا سب کچھ ''ہوا'' ہوجاتا ہے۔

اس طرح کے مسائل میں اہم مسئلہ جہیز کا بھی ہے۔جہیز ایسا سماجی مسئلہ ہے جس سے واقف تو ہم سب ہی ہیں مگر پردہ پوشی اور پہلوتہی بھی ہم ہی کرتے ہیں۔جہیز آج کل کی بات نہیں بلکہ یہ معاشرے کا ایسا ناسور ہے جو جڑ پکڑ چکا ہے اور اس سے مزید شاخیں بھی پھوٹنے لگی ہیں یعنی مختلف جرائم جنم لے رہے ہیں جن میں :

۱۔چوری ۲۔کثرت طلاق ۳۔غیر طبعی اور پرتشدد اموات

۴۔دھوکا دہی اور بے اعتمادی ۵۔نشہ وغیرہ شامل ہیں۔

چوری ڈکیتی : جہیز کی کمی کی وجہ سے یا تو بیٹیوں کے رشتے آتے نہیں یا پھر دہلیز سے ہی واپس لوٹ جاتے ہیں۔اپنی بہنوں اور بیٹیوں کے بیاہنے کے لئے آنے والوں کی ڈیمانڈ کے مطابق جہیز دینے کے لئے بعض باپ یا بھائی چوریاں کرنے اور ڈاکے ڈالنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

طلاق : آج کل طلاق کی شرح میں بھی دن بہ دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔اس کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ جہیز کا انتظام نہ ہو پانا بھی ہے۔لڑکے والے جہیز کی جو ڈیمانڈ کرتے ہیں اگر وہ مکمل طور پر پوری نہ ہو تو وہ خاندانی یا معاشرتی دباؤ کے زیر اثر شادی کر تو لیتے ہیں مگر بعد میں ایسے اسباب پیدا کردیتے ہیں جو طلاق کے قریب لے جاتے ہیں۔

غیر طبعی اور پرتشدد اموات : یہ واقعات بھی ہمارے

معاشرے میں ایک عام سی حیثیت حاصل کرتے جارہے ہیں۔ جہیز کم لانے کی صورت میں لڑکی کا شوہر اور اس کے سسرال والے لڑکی کو دن رات طعنے دیتے ہیں اور اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اس طرح کے واقعات کا رجحان پہلے زیادہ تر گاؤں، دیہاتوں یا غیر تعلیم یافتہ طبقے میں نظر آتا تھا مگر اب بہت سے پڑھے لکھے اور بظاہر مہذب نظر آنے والے گھرانے بھی اس المیہ کا شکار ہو چکے ہیں۔

خودکشی: خودکشی نہ صرف جرم ہے بلکہ ایک کبیرہ گناہ بھی ہے۔ جو لڑکی جہیز کم لے کر جاتی ہے تو رات دن کم جہیز لانے کے طعنے دے دے کر لڑکی کا شوہر اور اس کے سسرال والے اس کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں اور وہ بدنصیب لڑکی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

دھوکا دھی اور بداعتمادی: جہیز جیسے ناسور نے جن برائیوں کو جنم دیا ہے ان میں سے ایک اہم برائی دھوکا دہی اور بداعتمادی کی فضا کا فروغ بھی ہے۔ زیادہ جہیز لینے کے لئے لڑکے والے خود کو بہت مالدار اور باعزت ظاہر کرتے ہیں اور محبت کا دکھاوا کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ لڑکی والے اپنی بیٹی کی قسمت پر ناز کرنے لگتے ہیں لیکن کچھ ہی دنوں میں (شادی کے بعد) لڑکی تو طلاق (خدانخواستہ) لے کر ماں باپ کی دہلیز پر آ کر بیٹھ جاتی ہے اور ماں باپ، بھائی بہن اور گھر کے دیگر افراد کے لیے دردِ سر بن جاتی ہے۔

نشہ: نشے بازی کا تعلق بھی سماجی مسائل سے ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ان مسائل سے چھٹکارا پانے کا ایک راستہ نشہ ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو مکمل طور پر بے بس پاتا ہے تو وہ خود کو نشے میں غرق کر لیتا ہے۔ جہیز کی وجہ سے کتنے لوگ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں کر پاتے۔ وہ بیچارے یا تو خودکشی کر لیتے ہیں یا پھر نشے کا شکار ہو کر دن بہ دن موت کی طرف خود کو دھکیلتے ہیں۔

جہیز کے مفسدات

جہیز کی مانگ پوری کرنے کی خاطر
قرض لیا جاتا ہے۔

باپ بھائی پردیس چلے جاتے ہیں اور خواتین تنہا رہ جاتی ہیں۔
مرد رشوت، چوری یا غبن کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔
جہیز کم لانے پر:
لڑکی کو طعنے دیئے جاتے ہیں۔
میکے بھجوا دیا جاتا ہے۔
طلاق دے دی جاتی ہے۔
نو بیاہتا دلہن کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔
کہیں خودکشی کی نوبت آجاتی ہے۔
اسراف اور دکھاوا کیا جاتا ہے۔

جہیز کی تلاش

مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری تحریر فرماتے ہیں:

ہندوؤں کے جو رسم و رواج ہمارے شادی بیاہ کا جز بن گئے ہیں، ان میں سب سے بڑی لعنت جہیز کی ہے، جس نے لڑکیوں اور ان کے والدین کی زندگی کو اجیرن بنا رکھا ہے، ایسی لڑکیوں کو کوئی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، جن کے ساتھ بھاری جہیز ملنے کی توقع نہیں ہوتی، لڑکی والے خود بھی اپنی بیٹی کو بغیر جہیز کے رخصت کرنے پر تیار نہیں ہوتے، اس خوف سے کہ ساری زندگی لڑکی کو جہیز نہ لانے کا طعنہ ملتا رہے گا اور وہ اپنی سسرال والوں بالخصوص ساس، نندوں اور دیگر عورتوں کی نظروں میں ہمیشہ حقیر رہے گی، حقیقت یہ ہے کہ یہ لعنت اس قدر عروج پر پہنچ چکی ہے کہ لوگ اپنے لڑکے کے لئے لڑکی تلاش کرنے نہیں بلکہ جہیز تلاش کرنے نکلتے ہیں، وہ پہلے ہی سے آس لگائے بیٹھے ہوتے ہیں کہ بہو اتنا جہیز لائے گی کہ ہمارا گھر بھر جائے گا اور اب تو باقاعدہ جہیز کا مطالبہ ہونے لگا ہے، فرمائشیں ہوتی ہیں، مثلاً اس طرح کہ اپنی بیٹی کو آپ گاڑی ضرور دیں تاکہ اسے آپ کے گھر آنے جانے میں دشواری نہ ہو، اس کے علاوہ ائیر کنڈیشنڈ اور دوسرا ضروری سامان تو آپ دیں گے ہی، کتنا

مہذب طریقہ ہے، بھیک مانگنے کا، شرم نہیں آتی۔

ہمارے ایک شناسا نے نہایت خوبصورت بنگلہ بنایا، افتتاح یا فاتحہ وغیرہ کے لئے ہمیں لے گئے، ہم نے گھر میں برسوں پرانا فرنیچر دیکھا تو کہہ دیا کہ اب تو آپ فرنیچر بھی اچھا خرید لیں، جو اس گھر جیسا خوبصورت ہو، فرمانے لگے، اصل میں فرنیچر اور دوسرا کچھ سامان میں نے اس لئے نہیں خریدا ہے کہ میرے دو بیٹے ہیں جن کی اب میں جلد شادی کروں گا، جہیز اتنا آئے گا کہ یہ گھر بھر جائے گا اور میں لڑکی والوں کو بتادوں گا کہ میرے گھر کی حیثیت کے مطابق سامان دیں۔

غور فرمایا؟ یہ ہیں وہ لالچی لوگ جن کی وجہ سے ہماری بیٹیوں کے لئے رشتہ ملنا دشوار ہوگیا ہے، ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے لڑکی والے ساری زندگی کے لئے قرضہ میں جکڑ جاتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح اپنی لڑکی کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجاتے ہیں، لیکن ان کی اپنی زندگی تباہ ہوجاتی ہے، بس ساری عمر قرضہ ادا کرنے میں گزر جاتی ہے۔ (یاایھا الذین آمنوا)

جهیز کامالک عورت هے

یہاں فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمہ کا مصدقہ فتوی ملاحظہ کرتے چلیں تا کہ جہیز کی حقیقت مزید واضح ہوجائے۔

جہیز کا مطالبہ جب کہ شوہر کرتا ہے تو اس کا مالک وہ کیوں نہیں ہوتا؟

الجواب: جہیز سب عورت کا ہوتا ہے دوسرے کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اس لیے کہ عورت اس کی مالک مستقل ہوتی ہے جیسا کہ ردالمختار جلد دوم صفحہ ۳۱۹ میں ہے: ”**کل احد یعلم ان الجهاز للمرأة وانه اذا طلقها تأخذه کله واذا ماتت یورث عنها.** اھ“ اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”زیور وغیرہ جہیز کہ زید نے اپنی بیٹی کو دیا خاص ملکِ دختر ہے۔ شوہر کو کسی طرح کا استحقاقِ مالکانہ اس میں نہیں، نہ اس کا تصرف بے رضاواذن زوجہ ہو سکے۔ **فی الدر**

المختار "جهز ابنته بجهاز وسلمها ذلک لیس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده ان سلمها ذلک فی صحته بل تختص به وبه یفتی"

علامہ شامی فرماتے ہیں: "کل احد یعلم ان الجهاز ملک المرأة لاحق لاحد فیه اھ" (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۲۹) اور فرماتے ہیں: "شک نہیں کہ اب عامۂ بلاد عرب وعجم کا عرف غالب وظاہر وفاش ومشتہر ومطلقاً یہی کہ جہیز جو دلہن کو دیا جاتا ہے دلہن کی ملک سمجھا جاتا ہے بلکہ جہیز کہتے ہی اسے ہیں جو اس وقت بطور تملیک دلہن کے ساتھ بھیجا جاتا ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۴۵)

لہٰذا جہیز کی مالک عورت ہی ہوتی ہے شوہر نہیں ہوتا اگر چہ وہ جہیز کا مطالبہ کرتا ہے۔ جیسے کہ مسجد کا متولی چندہ کا مطالبہ کرتا ہے مگر اس کا مالک نہیں ہوتا۔ البتہ کپڑا روپیہ وغیرہ جو کہ دولہن کی طرف سے دولہا کے مکان پر بطور لگن آتا ہے، دولہا بعد قبضہ اس کا مالک ہو جاتا ہے کہ اس میں یہی عرف عام ہے اگر چہ کہنے میں رواج مختلف ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ۵۶۱ پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: جلال الدین احمد الامجدی

کتبہ: سمیر الدین حبیبی مصباحی

تلک رشوت اور حرام ہے

تلک رشوت اور حرام ہے اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔

لڑکی والوں نے کچھ لیا ہو تو زوج کو واپس لے لینا چاہیے کیوں کہ وہ رشوت ہے، اور ردالمحتار میں عند التسلیم کے تحت لکھا ہے کہ " أی بان ابی ان اخوها او نحوه حتی یاخذ شیئا وکذا لو ابی ان یزوجها فللزوج الاسترداد قائما او هالکا لانه رشوة "(ردالمحتار: ج۲،ص۳۶۶)

"یعنی رخصتی کے وقت بھائی یا کسی اور نے بغیر کچھ لیے ہوئے رخصت کرنے سے انکار کیا یا اسی طرح اگر شادی سے انکار کیا تو زوج کو وہ مال (اگر دیا ہو) واپس لے لینا چاہیے

خواہ وہ مال موجود ہو یا ہلاک ہو گیا ہو کیوں کہ وہ رشوت ہے، اسی کتاب کے باب الحظر میں ہے "**ومن السحت ما یاخذ الصھر من الختن یطیب نفسه**"

(**رد المحتار: ج/۵، ص/ ۲۷۲**)

جو سسر داماد سے اس کی رضا مندی سے وصول کرتا ہے وہ کسب حرام ہے، پس جوزوج لڑکی والوں سے قبل شادی کے لے اسے تو بدرجۂ اولیٰ واپس لے لینا چاہیے کیوں کہ یہ رشوت ہے جیسا کہ ردالمحتار باب الھبة میں ہے: "**جعلت المال علی نفسھا عرضا عن النکاح وفی النکاح العوض لا یکون علی المرأة**" (رد المحتار: ج/۴، ص/ ۵۱۶)

"جو مال عورت اپنے نکاح کے عوض میں دے وہ مال ضائع ہے کیوں کہ نکاح میں عوض عورت کے ذمہ نہیں ہوتا" ہمارے ملک کے لوگ اپنی زبان میں اس روپیہ کو "کنکور" کہتے ہیں جس کا عربی ترجمہ رشوت ہے تو اس کا واپس لے لینا ضروری ہے، خواہ موجود ہو یا ہلاک ہو گیا ہو، کیوں کہ رشوت پر قبضے سے ملک ثابت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ درمختار میں ہے:

"**فالرشوة یحرم اعطائھا واخذھا**" رشوت کا دینا اور لینا دونوں حرام ہے۔

الغرض تلک رشوت ہے رشوت لینے اور دینے والے اور واسطہ بننے والوں پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: "**لعن الله الراشی والمرتشی**"۔

رشوت کی تعریف اور اس کا حکم:

رشوت کی تعریف ہی یہ ہے کہ "**اخذ المال علی ترک ما یجب علی آخذ فعله او فعل ما یجب علیه ترکه**" (البحر المحیط لمحمد بن یوسف الشھیر بابی حیان الاندلسی: ج/۵، ص/ ۵۳۳، دار الفکر بیروت ۱۹۸۳ء) یعنی جس کام کا نہ کرنا ضروری ہو اس کے کرنے پر یا جس کا کرنا ضروری ہو اس کے نہ کرنے پر مال لینا۔

علامہ شامی نے رشوت کی حقیقت یوں ظاہر کی ہے کہ "**الرشوة بالکسر ما یعطیه الشخص الحاکم وغیرہ لیحکم له او یحمله علی ما یرید**" یعنی رشوت وہ ہے جس کو آدمی حاکم یا اس کے علاوہ کو دیتا ہے تا کہ وہ اس کے (رشوت دینے والے) کے حق میں

فیصلہ کرے یا وہ (رشوت دینے والا) اس کو اپنی خواہش کی تکمیل پر آمادہ کرے‘‘۔

رشوت کا واپس کرنا ضروری ہے، کوئی شخص رشوت کا مالک نہیں ہوتا جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ’’ردالمحتار‘‘ میں ’’قنیہ‘‘ کے حوالہ سے اس بات کی صراحت کی ہے ’’**وفی القنیة الرشوة یجب ردھا ولا تملک**‘‘، یعنی اس کا واپس کرنا ضروری ہے کوئی اس کا مالک نہیں ہوسکتا۔ (ردالمحتار: ج ۴، ص ۳۰۴)

علامہ شامی نے اس عبارت سے قبل رشوت کی تعریف اور اس کے اقسام پر مفصل بحث کی ہے، ان اقسام کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ رشوت کا ’’لینا‘‘ کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔ لڑکی کے اولیا نے حتی المقدور اس بات کی سعی و کوشش کی کہ ’’تلک‘‘ (نقد رقم) کے بغیر فریضۂ نکاح کی تکمیل ہوجائے، لیکن ساری کوششیں ناکام ہوجائیں تو اضطراری حالت میں تلک کا دینا جائز ہوگا۔

لڑکی یا اس کے اولیا سے جہیز کا مطالبہ ناجائز ہے

لڑکا یا اس کے والدین کی جانب سے لڑکی یا اس کے اولیا سے سامان جہیز کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے، لڑکی یا اس کے اولیا کی جانب سے جو کچھ دیا جائے گا وہ رشوت ہوگا جس کی واپسی ضروری ہوگی۔ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب ’’**المحلی**‘‘ میں لکھتے ہیں ’’**ولا یجوز ان تجبر المرأة علی ان یتجهز الیه بشئی اصلا، لا من صداقها الذی اصدقها، ولا من غیره من سائر مالها والصداق کله لها تفعل فیه کله ماشاء ت، لا اذن للزوج فی ذٰلک ولا اعتراض وهو قول ابی حنیفة والشافعی وابی سلیمان وغیرهم**‘‘۔

ترجمہ: عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کے پاس جہیز لائے، نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے، نہ اس کے دوسرے اموال سے، کل مہر اس کی ملکیت ہے، اس میں جو چاہے کرے، شوہر کو اس میں کسی قسم کے دخل دینے کا حق نہیں۔ یہ قول امام اعظم، امام شافعی اور ابو سلیمان وغیرہ کا ہے۔

(المحلی لابن حزم اندلسی : ج/ ۹، ص/ ۱۰۸ ، دارالکتب العلمیه بیروت)

ردالمحتار کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ شریعت نے عورت پر نکاح کا کوئی مالی عوض عائد نہیں کیا ہے اگر عورت اپنے اوپر کوئی مالی ذمہ داری قبول کرے تب بھی اس کا پورا کرنا ضروری نہیں جملہ مالی اخراجات کا ذمہ دار مرد ہے اس کی مردانگی وغیرت کے خلاف ہے کہ وہ صنف نازک سے کسی چیز کا مطالبہ کرے۔

"اَلْمَرْأَةُ إِذَا أَرَادَتْ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا الَّذِی طَلَّقَهَا ، فَقَالَ الْمُطَلِّقُ : لَا أَتَزَوَّجُک حَتَّی تَهَبِینِی مَالک عَلَیَّ فَوَهَبَتْ مَهْرَهَا الَّذِی عَلَیْهِ عَلَی أَنْ یَتَزَوَّجَهَا ثُمَّ أَبَی أَنْ یَتَزَوَّجَهَا قَالُوا : مَهْرُهَا الَّذِی عَلَیْهِ عَلَی حَالِهِ تَزَوَّجَهَا ، أَوْ لَمْ یَتَزَوَّجْهَا ، لِأَنَّهَا جَعَلَتْ الْمَالَ عَلَی نَفْسِهَا عِوَضًا عَنْ النِّکَاحِ ، وَفِی النِّکَاحِ الْعِوَضُ لَا یَکُونُ عَلَی الْمَرْأَةِ خَانِیَّةٌ وَأَفْتَی فِی الْخَیْرِیَّةِ بِذَلِکَ"

ترجمہ: عورت اس شخص سے شادی کرنا چاہتی ہے جس نے اس کو طلاق دے دی، طلاق دینے والے نے کہا کہ تم سے اس وقت تک شادی نہیں کرسکتا یہاں تک کہ تم مجھ پر عائد ہونے والے حق کو ہبہ کردو، عورت نے اپنا مہر جو اس پر تھا اس شرط کے ساتھ ہبہ کردیا کہ وہ اس سے شادی کرلے تو پھر مرد نے اس سے شادی کرنے سے انکار کردیا۔ اس سلسلے میں فقہا کی رائے یہ ہے کہ مہر علی حالہ اس مرد پر لازم ہے چاہے شادی کرے یا نہ کرے اس لیے کہ اس نے مال کو اپنے نفس پر نکاح کا عوض بنایا اور نکاح میں عوض عورت کے ذمہ نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ لڑکی یا اس کے اولیا سے جہیز کا مطالبہ ناجائز ہے۔ فقہا نے تلک وجہیز کو رشوت قرار دیا ہے اور اس کی واپسی کا حکم دیا ہے۔

حرام مال دونوں جہاں کے لیے مہلک

تلک وجہیز سے ملنے والا مال اسی طرح حرام ہے جس طرح سود کا لینا دینا حرام ہے، اس میں کسی طرح کا تعاون کرنا بھی حرام ہے، قرآن مجید میں متعدد مقام پر ربا وسحت کی وجہ سے یہود کی سخت انداز میں مذمت کی گئی ہے اور مستحق عذاب قرار دیا ہے۔ حرام مال استعمال

کرنے والے پر جنت حرام ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام مال سے پلا ہوا بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا اور ہر حرام مال سے پروردہ بدن کے لیے جہنم کی آگ زیادہ مناسب ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ج/۶، ص/۴۳)

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حرام مال سے پلا ہوا جسم جنت میں نہیں جائے گا۔

آج ہماری نمازوں اور دعاؤں میں وہ اثر نہیں جو صحابہ کرام اور ہمارے اسلاف کی نمازوں اور دعاؤں میں تھا۔ کہیں اس کی وجہ یہی تو نہیں:

''عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: من اشتریٰ ثوبا بعشرۃ دراھم وفیہ درھم حرام لم یقبل اللہ صلاۃ مادام علیہ، ثم ادخل اصبعیہ فی اذنہ وقال صمتا ان لم یکن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمعتہ یقولہ، رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان''

ترجمہ: ابن عمر نے فرمایا: اگر کسی نے کوئی کپڑا دس درہم میں خریدا اس میں ایک درہم بھی حرام مال کا ہے تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ کپڑا جسم پر ہے، پھر انہوں نے اپنی انگلیوں کو کان میں ڈال کر فرمایا میں بہرہ ہو جاؤں گا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا کہتے ہوئے نہ سنا ہو۔ (مرقاۃ: ج۶ ص ۵۰/۵۱)

لمحہ فکریہ: تلک و جہیز کی صورت میں ملنے والا مال حرام ہے جس کا واپس کرنا ضروری ہے ورنہ دونوں جہاں کی ناکامی و پشیمانی کے لیے ہمیں تیار رہنا چاہیے۔ مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کیا ہم اس دار فانی کی چند روزہ لذت کے مقابلہ میں جہنم کے عذاب کو ترجیح دیں گے۔ اس تلک و جہیز کی وجہ سے ہمارا معاشرہ جن مصائب و آلام، اخلاقی بے راہ روی، طلاق بازی، خودکشی، قتل و خونریزی، خودسوزی اور بے چینی و خلفشار سے دوچار ہے ان سے ہم اچھی طرح واقف ہیں اور اس کی وجہ سے نافرمان

اولاد کی پیدائش اور ایسے حرام مال کا کسی نہ کسی بہانے ختم ہوجانے کا مشاہدہ ہر ذی شعور کی آنکھیں مسلسل کرتی رہتی ہیں۔

جھیز کے خلاف عھدوپیمان

ہم جانتے ہیں کہ
جہیز کا مطالبہ ایک جرم ہے۔
جہیز نہ صرف عورت بلکہ مرد پر تشدد ہے۔
جہیز ایک شریفانہ ڈاکہ ہے۔
جہیز جاہلانہ رسم تصور کی جائے۔
وہ لوگ جو جہیز کا مطالبہ کرتے ہیں ناسمجھ، بےشعور اور لالچی ہیں۔
جہیز خواتین پر تشدد کی ایک اہم وجہ ہے۔
اس لئے ہم دکھی ہیں جہیز کا شکار خواتین کے مجبور والدین کی بے بسی پر
ہم صدق دل سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ
جب ہماری شادی کا وقت آئے گا تو ہم جہیز کا مطالبہ نہیں کریں گے، اور نہ ہی اپنے بڑوں کو اس فضول رسم کو جاری رکھنے میں مدد دیں گے۔
کیوں کہ ہم جہیز کے مطالبہ کو مردانگی کی توہین سمجھتے ہیں اور ہماری غیرت، ہماری خودی ہم سے جہیز نہ لینے کا مطالبہ کرتی ہے۔
ہم انکار کرتے ہیں جہیز سے
ہم انکار کرتے ہیں جہیز سے
ہم انکار کرتے ہیں جہیز سے

جہیز کی لعنت کا خاتمہ صرف اور صرف ہم خود کر سکتے ہیں۔ اس مسئلے کو شخصی سطح پر حل کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے گھر سے شروعات کریں۔

☆☆☆
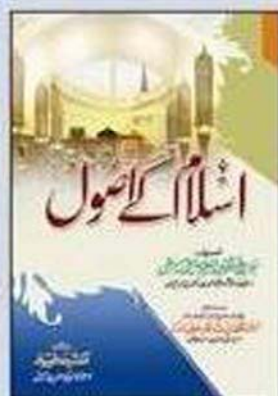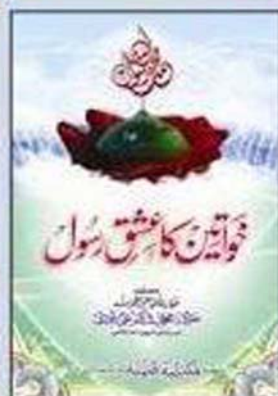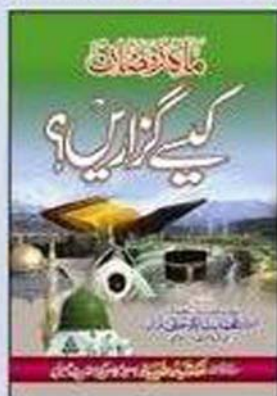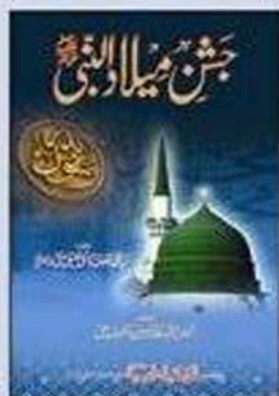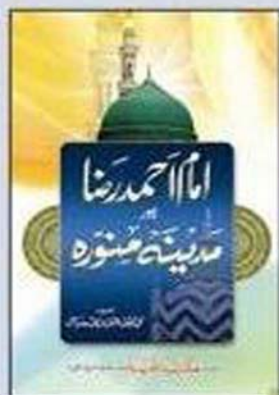
Published by:

MAKTABA-E-TAIBAH

Markaz Ismail Habib Masjid. 126, Kambekar St, Mumbai-3